تحقیق و تنقید

حافظ صلاح الدین صاحب یوسف
ایڈیٹر الاعتصام لاہور

غیر اللہ کو مدد کیلیے پکارنا جائز ہے یا نہیں؟

ایک علمی جائزہ!

صنم پرست مشرکین بھی فاعلِ حقیقی اللہ ہی کو مانتے ہیں:

یہ کہنا کہ "اللہ تعالیٰ کو فاعلِ حقیقی مانتے ہوئے کسی کو مدد کے لئے پکارا جائے، تو یہ شرک نہیں" تو عرض ہے کہ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ دنیا میں شرک کا وجود کبھی رہا ہی نہیں ہے۔ اور قرآن کریم میں (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ نے خواہ مخواہ لوگوں کو مشرک قرار دیا ہے۔

قرآن مجید میں بڑی وضاحت کے ساتھ بار بار یہ بات بیان کی گئی ہے کہ عرب کے مشرکین جو دعوتِ توحید کے مخاطبِ اول تھے، وہ یہ مانتے تھے کہ زمین و آسمان اور ساری کائنات کا خالق و مالک اور پروردگار صرف اللہ ہے اور وہی واحد ہستی ہے جس کے ہاتھ میں کائنات کی تدبیر اور تصرّف ہے۔ لیکن اس کے باوجود قرآن نے ان عربوں کو مشرک کہا۔ سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ماننے کے باوجود وہ مشرک کیوں قرار پائے؟

یہی وہ نکتہ ہے جس پر غور کرنے سے شرک کی حقیقت واضح ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکینِ عرب نے خدا کے سوا جن ہستیوں کو معبود اور دیوتا مان رکھا تھا وہ ان کو خدا تعالیٰ کی مخلوق، اس کا مملوک اور بندہ ہی مانتے تھے لیکن اس کے ساتھ ان کا دعویٰ یہ تھا کہ چونکہ یہ لوگ اپنے اپنے وقتوں میں اللہ کے نیک بندے اور اس کے محبوب تھے، اللہ تعالیٰ کے ہاں انہیں خاص مقام حاصل ہے اس بنا پر وہ بھی کچھ اختیارات اپنے پاس رکھتے ہیں۔ ہم ان کی عبادت پوجا اس لئے نہیں کرتے کہ یہ خدائی اختیارات کے حامل ہیں، ہم تو ان کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور بطورِ وسیلہ اور سفارش ان کو پکارتے ہیں اور ان سے استغاثہ کرتے ہیں۔ خود قرآنِ کریم میں مشرکین کے یہ اقوال نقل کئے گئے ہیں۔ سورہ یونس میں فرمایا گیا:

"وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ" (آیت ۱۸)

"اور (وہ مشرکین عرب) اللہ کے سوا ایسی چیز کی عبادت کرتے ہیں جو ان کو نقصان پہنچا سکے ، اور نہ نفع۔ اور کہتے (یہ) ہیں کہ یہ تو ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس !"

دوسرے مقام پر فرمایا :

"وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللّٰهِ زُلْفَى !" (الزمر : ۲)

"جن لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے حمایتی پکڑ رکھے ہیں (ان کا کہنا ہے) کہ ہم تو ان کی صرف اس واسطے عبادت کرتے ہیں کہ ہم کو یہ اللہ کے قریب پہنچا دیں !"

اور صحیح احادیث میں آتا ہے کہ مشرکین عرب حج میں یہ تلبیہ پڑھا کرتے تھے :

"لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ إِلَّا شَرِيكًا هُوَ لَكَ تَمْلِكُهُ وَمَا مَلَكَ" (صحیح مسلم، کتاب الحج - باب التلبیۃ وصفتہا ووقتہا)

"خداوندا ! ہم تیرے حضور حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں، سوائے اس شریک کے جو تیرا ہی ہے۔ تو اس کا مالک ہے۔ جن پر اس کی ملکیت اور حکومت ہے، ان کا مالک بھی تو ہی ہے !"

اور صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی صراحت موجود ہے کہ قوم نوح کے وہ پانچ بت جن کا ذکر قرآن مجید (سورۃ جن) میں کیا گیا ہے، جن کی وہ عبادت و پرستش کرتے تھے۔ اللہ کے نیک بندوں کے بُت تھے :

"أَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِينَ مِنْ قَوْمِ نُوحٍ فَلَمَّا هَلَكُوا أَوْحَى الشَّيْطَانُ إِلَى قَوْمِهِمْ أَنِ انْصِبُوا إِلَى مَجَالِسِهِمُ الَّتِي كَانُوا يَجْلِسُونَ أَنْصَابًا وَسَمُّوهَا بِأَسْمَائِهِمْ فَفَعَلُوا فَلَمْ تُعْبَدْ حَتَّى إِذَا هَلَكَ أُولٰئِكَ وَتَنَسَّخَ الْعِلْمُ عُبِدَتْ"

(صحیح بخاری ج ۲، ص ۷۳۲، تفسیر سورۂ جن)

"یعنی قوم نوح کے پانچ بُت، دراصل قوم نوح کے نیک آدمیوں کے نام تھے، جب وہ مر گئے تو شیطان نے ان کے ارادت مندوں کو کہا کہ (ان کی یاد تازہ رکھنے کے لئے) ان کے مجسمے بنا کر اپنی بیٹھکوں میں رکھ لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن جب یہ (مجسمے بنانے والے) فوت ہو گئے تو ان کی بعد کی نسل نے ان تصویروں اور مجسموں کی عبادت شروع کر دی"

بہر حال قرآن و حدیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی تصریحات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مشرکین عرب کا شرک بھی یہی تھا کہ انہوں نے اللہ کے نیک بندوں کو ان کی وفات کے بعد اپنا حاجت روا اور مشکل کشا سمجھا، ان کے نام کی نذر و نیازیں دیں اور ان کے آستانوں پر سالانہ میلوں ٹھیلوں کا اہتمام کیا ورنہ فاعلِ حقیقی وہ بھی اللہ ہی کو مانتے تھے اور جب زیادہ مشکلات میں گھبرتے تو پھر وہ ان بتوں کو چھوڑ کر فاعلِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) ہی کی طرف رجوع کرتے تھے، جس کی شہادت خود قرآنِ مجید نے دی ہے مثلاً سمندر میں، جہاں کوئی ظاہری مادی سہارا انہیں نظر نہ آتا، تو وہاں صرف اللہ رب العالمین کو پکارتے اور اپنے خود ساختہ بزرگوں اور معبودوں کو چھوڑ دیتے۔

"فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ"

(العنکبوت ۶۵)

"جب یہ مشرکین (دریائی سفر میں) کشتی پر سوار ہوتے ہیں تو (خطرے کے وقت) خالص اعتماد کرتے ہوئے اللہ ہی کو پکارتے ہیں"

دوسری جگہ فرمایا:

"وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ"

(بنی اسرائیل ۶۷)

"اے مشرکو! جب تم دریا میں (طوفان وغیرہ کی) مصیبت میں گھر جاتے ہو تو تمہارے وہ دیوتا جن کو تم پکارا کرتے ہو، غائب اور گم ہو جاتے ہیں۔ اس وقت تم بس اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتے ہو"

قبر پرست مسلمانوں کا شرک:

بالکل یہی شرک ان مسلمانوں میں پایا جاتا ہے جو قبر پرست ہیں اور جن کی وکالت مدیرِ "رضوان" نے فرمائی ہے۔ ذرا ابتلایا جائے کہ مشرکین عرب اور موجودہ قبر پرست مسلمانوں

کے شرک میں کیا فرق ہے؟ اگر اب بھی مدیرِ "رضوان" کو شک ہو تو ان اکابر علماء کی تصریحات ملاحظہ فرما لیں جن کو وہ بھی قابلِ اعتماد گردانتے ہیں، ان حنفی علماء اور بزرگوں نے بھی وضاحت کی ہے کہ مسلمان جاہل عوام قبروں کے ساتھ جو کچھ کرتے ہیں وہ صریحاً مشرکانہ اعمال و اعتقاد ہیں۔ چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی رح لکھتے ہیں:

"وحیوانات راکہ نذر مشائخ می کنند و بر سرِ قبر ہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات ذبح می نمایند در روایاتِ فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند در ایں مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنسِ ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک"۔

(مکتوب امام ربانی، دفتر سوم، مکتوب ۴۱)

"اور یہ لوگ بزرگوں کے لئے جو حیوانات (مرغوں، بکروں وغیرہ) کی نذر مانتے ہیں اور پھر ان کی قبروں پر جاکر ان کو ذبح کرتے ہیں تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا گیا ہے۔ اور فقہاء نے اس باب میں پوری سختی سے کام لیا ہے اور ان قربانیوں کو جنوں (دیوتاؤں اور دیویوں) کی قربانی کے قبیل سے ٹھہرایا ہے جو شرعاً ممنوع اور داخل شرک ہیں"۔

اسی مکتوب میں آگے چل کر وہ اُن جاہل مسلمان عورتوں کے بارے میں لکھتے ہیں جو پیروں اور بیبیوں کو راضی کرنے کی نیت سے ان کے نام کے روزے رکھتی ہیں اور ان روزوں کے توسّل سے ان پیروں اور بیبیوں سے اپنی حاجتیں طلب کرتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ وہ ہماری حاجتیں پوری کریں گے۔ ان کے بارے میں حضرت مجدد رح فرماتے ہیں:

"ایں شرکت در عبادت است"
کہ "ان جاہل عورتوں کا یہ عمل شرک فی العبادت ہے"۔

شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رح فرماتے ہیں:

"اگر در تصویر حالِ مشرکین و اعمالِ ایشاں توقف داری احوال محترفان اہل زمانہ خصوصاً آناں کہ باطراف دارالاسلام سکونت دارند ملاحظہ کن کہ ـــ ـــ ـــ بقبور و آستانہا می روند و انواع شرک بعمل می آرند"۔

(الفوز الکبیر فی اصول التفسیر ص")

"اگر عرب کے مشرکین کے احوال و اعمال کا صحیح تصور تمہارے لئے مشکل ہو اور اس میں کچھ توقف ہو تو اپنے زمانے کے پیشہ ور عوام، خصوصاً وہ جو دار الاسلام کے اطراف میں رہتے ہیں، ان کا حال دیکھ لو۔ وہ قبروں، آستانوں اور درگاہوں پر جاتے ہیں اور طرح طرح کے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔"

اور "حجۃ اللہ البالغۃ" میں شرک کی مختلف شکلیں بیان کر کے لکھتے ہیں:

"وَهٰذَا امْرَضُ جُمْهُوْرِ الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى وَالْمُشْرِكِيْنَ وَبَعْضِ الْغُلَاةِ مِنْ مُنَافِقِيْ دِيْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَنَا هٰذَا"

(حجۃ اللہ البالغۃ باب فی حقیقۃ الشرک ص ۶۱)

"اور شرک کی یہ وہ بیماری ہے جس میں یہود، عیسائی اور مشرکین بالعموم اور ہمارے اس زمانے میں مسلمانوں میں سے بعض غالی منافقین مبتلا ہیں۔"

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سورۂ مزمل کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ یہ شان صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہے کہ جو اس کو جب اور جہاں سے یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہو جائے۔ اور یہ بھی اسی کی شان ہے کہ وہ اس ذاکر بندے کی فوراً مدد کو آجائے جس کو شریعت کی خاص زبان میں دنو، تدلی اور قرب و نزول کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

"ایں ہر دو صفت خاصہ ذاتِ پاک او تعالیٰ است، ہیچ مخلوق را حاصل نیست۔ آرے بعضے کفرہ در حق بعضے از معبودانِ خود و بعضے پیر پرستان از زمرۂ مسلمین در حق پیرانِ خود امرِ اول را ثابت می کنند و در وقتِ احتیاج بہمیں اعتقاد بآنہا استعانت می نمایند۔" (تفسیر عزیزی، پارہ تبارک الذی۔ سورۂ مزمل۔ ص ۱۸۱)

"اور یہ دونوں صفتیں اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک کا خاصہ ہیں، یہ کسی مخلوق کو حاصل نہیں ہیں۔ ہاں بعضے کفار اپنے بعض معبودوں اور دیوتاؤں کے بارے میں اور مسلمانوں میں سے بعض پیر پرست اپنے پیروں کے بارے میں ان میں سے پہلی چیز ثابت کرتے ہیں اور اپنی حاجتوں کے وقت اسی اعتقاد کی بنا پر ان سے مدد چاہتے ہیں اور مدد کے لئے ان کو پکارتے ہیں۔"

اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں ہندوستان کے ہندوؤں کے شرک کا حال

بیان کر کے آخر میں فرماتے ہیں:

"ہمیں است حال فرقہ ہائے بسیار از مسلمین مثل تعزیہ سازان و مجاوران قبور وجلالیان ومداریان" (فتاویٰ عزیزی ج ۱، ص ۱۲۴ طبع مجتبائی دہلی)

"یہی حال ہے بہت سے مسلمان فرقوں کا مثلاً تعزیہ بنانے والوں، قبروں کے مجاوروں اور جلالیوں مداریوں کا"

اور اسی فتاویٰ میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

"درباب استعانت بہ ارواح طیبہ دریں امت افراط بسیار بوقوع آمدہ آنچہ جہال وعوام ایں ہا می کنند وایشاں را در ہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی است" (حوالہ مذکور ص ۱۲۱)

"ارواح طیبہ (نیک لوگوں کی روحوں) سے استعانت (مدد طلب کرنے) کے معاملے میں اس امت کے جہال وعوام جو کچھ کرتے ہیں اور ہر کام میں بزرگان دین کو مستقل مختار سمجھتے ہیں، یہ بلاشبہ شرک جلی ہے (خلاصہ)"

اسی طرح اور بھی کئی بزرگوں نے اس انداز کی صراحتیں کی ہیں کہ قبر پرست مسلمانوں کے اعمال وعقائد صریحاً مشرکانہ ہیں۔

فقہ حنفی کی صراحت:

یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں کہ تمام قبر پرست اپنے آپ کو فقہ حنفی کا پیرو کہتے ہیں حالانکہ فقہ حنفی میں بھی ان امور کو، جن کا ارتکاب قبر پرست کرتے ہیں، حرام وباطل اور کفر وشرک بتلایا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "دُرِّ مختار" میں ہے:

"وَاعْلَمْ اَنَّ النَّذْرَ الَّذِیْ یَقَعُ لِلْاَمْوَاتِ مِنْ اَکْثَرِ الْعَوَامِ وَمَا یُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاھِمِ وَالشَّمْعِ وَالزَّیْتِ وَنَحْوِھَا اِلٰی ضَرَائِحِ الْاَوْلِیَاءِ الْکِرَامِ تَقَرُّبًا اِلَیْھِمْ فَھُوَ بِالْاِجْمَاعِ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ" (آخر کتاب الصوم)

"معلوم ہونا چاہیئے کہ اکثر عوام، مُردوں کے نام پر جو نذریں نیازیں دیتے ہیں، چڑھاوے چڑھاتے ہیں، اولیاء کرام کا تقرب حاصل کرنے کے لئے مالی نذرانے پیش کرتے اور ان کی قبروں پر چراغ اور تیل جلاتے ہیں وغیرہ، یہ سب چیزیں بالاجماع باطل

اور حرام ہیں۔"

درِ مختار کی مشہور شرح الرد المختار (المعروف فتاویٰ شامی) میں اس کی شرح یوں کی گئی ہے:

"قَوْلُهُ بَاطِلٌ وَحَرَامٌ لِوُجُوْهٍ مِنْهَا اَنَّهُ نَذْرٌ لِمَخْلُوْقٍ لَا يَجُوْزُ لِاَنَّهُ عِبَادَةٌ وَالْعِبَادَةُ لَا تَكُوْنُ لِمَخْلُوْقٍ وَمِنْهَا اَنَّ الْمَنْذُوْرَ لَهُ مَيِّتٌ وَالْمَيِّتُ لَا يَمْلِكُ.

وَمِنْهَا اَنَّهُ اِنْ ظَنَّ اَنَّ الْمَيِّتَ يَتَصَرَّفُ فِي الْاُمُوْرِ دُوْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَاِعْتِقَادِهِ ذٰلِكَ كُفْرٌ" (ردّ المختار جلد دوم ص ۴۳۹ طبع مصر ۱۹۶۶ء)

یعنی "اس نذر لغیر اللہ کے باطل اور حرام ہونے کی کئی وجوہ ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ:

- یہ قبروں کے چڑھاوے وغیرہ مخلوق کے نام کی نذریں ہیں۔ اور مخلوق کے نام کی نذر جائز ہی نہیں۔ اس لیے کہ (نذر بھی) عبادت ہے۔ اور عبادت کسی مخلوق کی جائز نہیں۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ منذور لہ (جس کے نام کی نذر دی جاتی ہے) مُردہ ہے اور مُردہ کسی چیز کا اختیار نہیں رکھتا۔
- اور ایک وجہ یہ ہے کہ نذر دینے والا شخص مُردوں کے متعلق یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ اللہ کے سوا کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتے ہیں حالانکہ مُردوں کے متعلق ایسا عقیدہ رکھنا بھی کفر ہے۔

فتاویٰ عالمگیری کا فتویٰ:

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری (جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اسے پانچ سو حنفی علماء نے مرتب کیا ہے) اس میں لکھا ہے:

"وَالنَّذْرُ الَّذِيْ يَقَعُ مِنْ اَكْثَرِ الْعَوَامِ بِاَنْ يَّاْتِيَ اِلٰى قَبْرِ بَعْضِ الصُّلَحَاءِ وَيَرْفَعُ سِتْرَهُ قَائِلًا يَا سَيِّدِيْ فُلَانٌ اِنْ قَضَيْتَ حَاجَتِيْ فَلَكَ مِنِّيْ مِنَ الذَّهَبِ مِثْلُ كَذَا بَاطِلٌ اِجْمَاعًا!"

"اکثر عوام میں جو یہ رواج ہے کہ وہ کسی نیک آدمی کی قبر پر جا کر نذر مانتے ہیں کہ اے فلاں بزرگ، اگر میری حاجت پوری ہو گئی تو اتنا سونا یا کوئی اور چیز، تمہاری قبر پر چڑھاؤں گا۔ یہ نذر بالاجماع باطل ہے۔"

پھر لکھا ہے:

"فَمَا يُؤْخَذُ مِنَ الدَّرَاهِمِ وَنَحْوِهَا وَيُنْقَلُ إِلَى ضَرَائِحِ الْأَوْلِيَاءِ الْكِرَامِ تَقَرُّبًا إِلَيْهِمْ فَحَرَامٌ بِالْإِجْمَاعِ."

(الفتاوی الهندیه المعروف فتاوی عالمگیری جلد اول ص۲۱۶ باب الاعتکاف طبع مصر)

"پس جو دینار درہم یا اور چیزیں اولیاء کرام کی قبروں پر ان کا قرب حاصل کرنے (ان کو راضی کرنے) کے لیئے لی جاتی ہیں۔ وہ بالاجماع حرام ہیں"

مُردوں سے استغاثہ واستعانت کرنے والے کا یہ عقیدہ بھی ہوتا ہے کہ وہ میرے حال سے واقف ہے اور وہ عالم الغیب ہے کیونکہ اس عقیدے کے بغیر ہزاروں میل کے فاصلے سے کسی مُردہ بزرگ کو پکارنے کا کوئی مطلب ہی نہیں رہتا۔ اور اللہ کے سوا کسی اور کو عالم الغیب سمجھنے والے کی بھی فقہ حنفی میں تکفیر کی گئی ہے۔ چنانچہ ملا علی قاری حنفی شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

"ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يَعْلَمُوا الْمُغَيَّبَاتِ مِنَ الْأَشْيَاءِ إِلَّا مَا عَلَّمَهُمُ اللهُ تَعَالَى أَحْيَانًا وَذَكَرَ الْحَنَفِيَّةُ تَصْرِيحًا بِالتَّكْفِيرِ بِاعْتِقَادِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْلَمُ الْغَيْبَ لِمُعَارَضَةِ قَوْلِهِ تَعَالَى "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ"، كَذَا فِي الْمُسَايَرَةِ!"

(شرح فقہ اکبر، ص۱۸۲ طبع مجتبائی)

یعنی "معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی صرف انہی باتوں کو جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ان کو بتلا دے اور فقہائے حنفیہ نے اس عقیدے کو، کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علمِ غیب تھا" صراحۃً کفر قرار دیا ہے کیونکہ یہ عقیدہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللهُ" کے معارض (مخالف) ہے۔ یہی بات شیخ ابن الہمام نے مسایرہ میں ذکر کی ہے"

فقہ حنفی کی ایک اور مشہور کتاب فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

"رَجُلٌ تَزَوَّجَ امْرَأَةً بِغَيْرِ شُهُودٍ فَقَالَ الرَّجُلُ وَالْمَرْأَةُ خدائے را و پیغامبر را گواہ کردیم" قَالُوا يَكُونُ كُفْرًا لِأَنَّهُ اعْتَقَدَ

اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ وَھُوَ مَا کَانَ یَعْلَمُ الْغَیْبَ حِیْنَ کَانَ فِی الْاَحْیَاءِ فَکَیْفَ بَعْدَ الْمَوْتِ!"

(فتاویٰ قاضی خاں برحاشیہ فتاویٰ عالم گیری، ج ۳، ص ۵۷۶، طبع بولاق ۱۳۱۰ھ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۵ برحاشیہ فتاویٰ عالم گیری ص ۳۲۵ ج ۶)

"کسی آدمی نے کسی عورت سے بغیر گواہوں کے نکاح کیا، البتہ مرد عورت نے یہ کہا کہ ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ؐ... کو گواہ بناتے ہیں، فقہائے (حنفیہ) کہتے ہیں کہ ایسا کہنا کفر ہے اس لئے کہ اس کا اعتقاد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیب جانتے ہیں۔ حالانکہ آپؐ اپنی زندگی میں عالم الغیب نہ تھے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد آپؐ عالم الغیب کیوں کر ہو سکتے ہیں؟"

اور فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"وَقَالَ عُلَمَاءُنَا مَنْ قَالَ اِنَّ اَرْوَاحَ الْمَشَائِخِ حَاضِرَۃٌ تَعْلَمُ یَکْفُرُ"

(بحوالہ فتاویٰ مولانا عبدالحی ج ۲ ص ۴۴ ۳ بحوالہ فتاویٰ بزازیہ ص ۳۲۶ برحاشیہ فتاویٰ عالمگیری جلد ۶)

یعنی "ہمارے (حنفی) فقہاء نے کہا ہے کہ جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ بزرگوں کی روحیں حاضر ہوتی اور غیب جانتی ہیں، وہ کافر ہے۔"

اسی طرح فقہ حنفی میں قبروں کا طواف، قبروں کو چومنا، ان کی تعظیم کے لئے جھکنا اور وہاں دست بستہ قیام وغیرہ یہ تمام چیزیں ناجائز اور حرام لکھی ہیں اور قبروں پر سجدے کو کفر تک سے تعبیر کیا گیا ہے۔

قبروں کے پجاری بالعموم اور ان کے وکیل وحمایتی بالخصوص اس آئینے میں اپنا سراپا دیکھ کر فیصلہ کر لیں کہ خود فقہ حنفی ان کی بابت کیا فیصلہ صادر کر رہی ہے، ہم یہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ فرمودات نقل نہیں کر رہے ہیں جن میں یہود ونصاریٰ کو اسی لئے ملعون قرار دیا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے نیک لوگوں اور نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا (کہ مضمون خاصا طویل ہو گیا ہے) اس لیے اب ہم بات کو سمیٹتے ہیں۔

یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ کیوں ناجائز ہے؟

اس تفصیل سے واضح ہے کہ "یا علی مدد" "اَغِثْنِی یا رسول اللہ" اور "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" وغیرہ جیسے الفاظ اور وظیفوں سے فوت شدگان سے استغاثہ (مدد طلب کرنا) حرام، ناجائز اور مشرکانہ فعل ہے کیونکہ ایسا کرنے والے کا عقیدہ یہی ہوتا ہے کہ جس کو وہ مدد کے لئے پکار رہا ہے، وہ اس کی فریاد سننے پر قادر ہے، وہ عالم الغیب ہے، وہ کائنات میں تصرف کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ حالانکہ یہ تمام صفات اللہ تعالیٰ کی ہیں جو صرف اس کے ساتھ خاص ہیں۔ اسی لئے فقہ حنفی میں اس امر کو شرک و کفر سے تعبیر کیا گیا ہے اور حنفی بزرگوں نے اسی بنا پر "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" کو ناجائز اور کفر و شرک لکھا ہے۔ چنانچہ قاضی ثناء اللہ حنفی پانی پتی فرماتے ہیں:

"آنچہ جہال می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست، شرک و کفر است" (ارشاد الطالبین ص ۱۸)

اور مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں کہ اس وظیفے سے احتراز لازم و واجب ہے، بعض فقہاء نے اس پر کفر تک کا اطلاق کیا ہے، نیز اس وظیفہ کے پڑھنے والے کے دل میں یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ وہ مُردہ بزرگ عالم الغیب اور صاحب اختیار ہے اور یہ عقیدہ شرک ہے۔ ان کی اصل عبارت یہ ہے:

"ازیں چنیں وظیفہ احتراز لازم و واجب۔ اولاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن شیئاً للہ است و بعض فقہاء از بہر لفظ حکم کفر کردہ اند چنانکہ در دُرِّ مختار می نویسد کذا قول شیء للہ قیل یکفر انتہی۔ ثانیاً ازیں جہت کہ ایں وظیفہ متضمن است ندائے اموات را از امکنۂ بعیدہ و شرعاً ثابت نیست کہ اولیاء را قدرتے حاصل است کہ از امکنۂ بعیدہ ندا را بشنوند۔ البتہ سماعِ اموات سلام زائر قبر را ثابت است بلکہ اعتقاد ایں کہ کسے غیر حق سبحانہ حاضر و ناظر و عالم خفی و جلی در ہر وقت و ہر آن است اعتقاد شرک است۔ در فتاویٰ بزازیہ می نویسد تزوج بلا شہود و قال خدائے و رسولِ خدا و فرشتگان را گواہ کردہ ام یکفر لانہ اعتقد ان الرسول والملک یعلمان الغیب وقال علماؤنا من قال ان ارواح المشائخ حاضرۃ

تعلمو یکفرو" انتہی۔

"وحضرت شیخ عبدالقادر اگرچہ از اجلہ اولیاء امت محمدیہ ہست اند و مناقب و فضائل شان لا تعد و لا تحصیٰ اند لیکن چنین قدرت شان کہ فریاد را از امکنہ بعیدہ بشنوند و بہ فریاد رسند ثابت نیست و اعتقاد ایں کہ آنجناب ہر وقت حال مریدانِ خود می دانند و ندائے شان می شنوند از عقائد شرک است۔"

(مجموعۂ فتاویٰ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی۔ ج ۲، ص ۳۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں:

"بدانکہ دریں مقام مزلۃ الاقدام بسیارے افتادہ اند در شافع و مشفوع الیہ فرق نکردہ اند می گویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یعنی اے شیخ عبدالقادر جیلانی چیزے از برائے خدا بدہ، دریں کلام خدا تعالیٰ را شفیع گردانیدہ اند و حضرت شیخ را دہندہ و حقیقت بالعکس می نماید" (البلاغ المبین ص ۱۱۴۔ ۱۱۵۔ طبع لاہور)

"جاننا چاہیئے، یہ بہت سے لوگوں کے پھسل جانے کا مقام ہے، انہوں نے سفارش کرنے والے اور جس کی طرف سفارش کی جائے، میں فرق نہیں سمجھا۔ کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ یعنی "اے شیخ عبدالقادر جیلانی خدا کے لئے کچھ دے" اس کلام میں انہوں نے خدا کو سفارشی بنایا ہے اور حضرت شیخ کو دینے والا حالانکہ حقیقت اس کے برعکس معلوم ہوتی ہے۔"

(ترجمہ "البلاغ المبین"، طبع ملتان، ص ۱۱۲)

اس طرح کی استمداد کو، جو وظیفہ مذکور (شیئاً للہ) میں کی گئی ہے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کی توہین قرار دیا ہے، چنانچہ وہ اس کے بعد لکھتے ہیں:

"ازیں جا دریافت شد کہ بواسطہ خدا از مخلوق حاجت خواستن خصوصاً از عالمیان غیب گویا خدا را بے چارہ دانستن و مخلوق را توانا و دانا پندا شتن است۔ معاذ اللہ من ذالک۔" (البلاغ المبین فارسی ص ۱۱۵)

یعنی "اس سے ثابت ہوا کہ زندہ و غیر زندہ مخلوق کے پاس اللہ تعالیٰ کو شفیع بنا کر لایا یا اس کا واسطہ دے کر مخلوق سے حاجت روائی چاہنا گویا خدا کو عاجز سمجھنا اور مخلوق کو توانا تر جاننا ہے۔ معاذ اللہ من ذالک" (ترجمہ اردو۔ ص ۱۱۴)